ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کے اسباب، نتائج اور سزائیں: قرآن مجید کے تناظر میں

The Causes, Consequences, and Punishments of the Disobedience of Bani Israel: A Qur'anic Perspective

*جمیلہ

**عدنان

***Abstract*:**

Throughout human history, certain nations have held distinctive significance due to their unique role in the divine plan, and among them, Bani Israel (the Children of Israel) occupy a prominent position. The Qur'an presents their history not merely as a record of past events but as a profound moral and spiritual case study meant to offer guidance and admonition to later communities, particularly the Muslim Ummah. This study critically examines the causes of the rise and decline of Bani Israel as depicted in the Qur'an, with a specific focus on the patterns of divine favor, moral responsibility, persistent disobedience, and their ultimate consequences. Allah granted Bani Israel exceptional blessings, including prophethood, divine revelation in the form of the Torah, liberation from oppression, and numerous miracles. However, despite these favors, the Qur'an repeatedly highlights their chronic disobedience, rejection of prophets, distortion of divine law, materialism, ethnic arrogance, and spiritual hypocrisy. These behaviors gradually led to their moral, social, and spiritual downfall. The Qur'anic narrative emphasizes that this decline was not sudden or accidental but the result of a sustained pattern of defiance and deviation from divine guidance. The purpose of this research is to analyze these causes in light of Qur'anic teachings and to extract lessons relevant to contemporary Muslim societies. Many of the challenges faced by Bani Israel—such as weakening moral values, prioritizing worldly gains over ethical principles, and neglecting divine commands—are also evident in modern Muslim contexts. By reflecting on this historical example, the study aims to promote self-accountability and reform within the Ummah. Ultimately, the research underscores that the Qur'anic account of Bani Israel serves as a timeless warning: divine favor is inseparable from moral responsibility, and deviation from ethical and spiritual foundations inevitably leads to decline.

Keywords: *Bani Israel, Qur'anic Lessons, Moral Decline, Divine Favor and Accountability, Self-Reformation*

بنی اسرائیل وہ قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عظیم نعمتوں سے نوازا۔ ان پر انبیاء کی طویل سلسلہ وار بعثت ہوئی۔ انہیں تورات جیسی آسمانی کتاب عطا کی گئی، ان کے لیے سمندر کو چیر کر راستہ بنایا گیا، من و سلویٰ نازل کیا گیا، اور انہیں فرعون کے ظلم سے نجات دی گئی۔ ان سب عنایات کے باوجود قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے طرزِ عمل کو مسلسل تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

قرآن کریم، جو قیامت تک کے لیے ہدایت نامہ ہے، بنی اسرائیل کے تاریخی طرزِ عمل کو صرف ماضی کا بیان نہیں بناتا بلکہ اُسے عبرت و نصیحت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ ان کی نافرمانی، عہد شکنی، انبیاء کی مخالفت، دنیا پرستی، دینی احکام میں چالاکی اور تحریفِ دین جیسے رویے اُن

*لیکچرر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، چملہ، بونیر

**لیکچرر، خیبر لاء کالج، یونیورسٹی آف پشاور

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

کے روحانی واخلاقی زوال کی بنیادی وجوہات کے طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ ان کی سرکشی اور حق سے انحراف کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ذلت، محکومی اور عذاب مسلط کر دیا۔

قرآنی اسلوب کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی غلطیوں کو بیان کر کے مسلمانوں کو تنبیہ کرتا ہے کہ وہ ان ہی راستوں پر نہ چل پڑیں۔ چنانچہ امتِ مسلمہ کے لیے بنی اسرائیل کی تاریخ ایک "عبرت نامہ" ہے جو نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی سطح پر اصلاح کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن مجید کی یہ حکمت عملی محض ماضی کو دہرانے کے لیے نہیں بلکہ مستقبل کی راہیں متعین کرنے کے لیے ہے۔

اس تحقیقی مقالہ میں ہم بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کے ان اسباب کا تفصیلی جائزہ لیں گے جو ان کی معاشرتی، دینی اور اخلاقی پستی کا باعث بنے۔

1۔ دنیا پرستی اور حُبِّ مال

بنی اسرائیل کی نافرمانی کا ایک بنیادی سبب دنیا کی محبت اور مال و دولت کی حرص تھی۔ انہوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دی، جس کے نتیجے میں وہ اللہ کے احکام سے روگردانی کرنے لگے۔ یہ رویہ ان کی دینی کمزوری کا مظہر تھا۔ ان کی عمر کے حرص کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ﴾ 1

"اور تو دیکھے گا ان کو سب لوگوں سے زیادہ حریص زندگی پر اور زیادہ حریص مشرکوں سے بھی چاہتا ہے ایک ایک ان میں کا کہ عمر پاوے ہزار برس"۔[2]

علامہ ابن کثیرؒ[3] اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ آیت یہود کی شدید دنیا پرستی کی نشاندہی کرتی ہے، جنہیں آخرت کی کوئی فکر نہیں رہی۔[4] امام فخر الدین الرازیؒ[5] کے مطابق، ان کی طویل عمری کی خواہش دراصل موت کے بعد کی جوابدہی سے خوف کا اظہار تھی۔[6] سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ[7] کے بقول، دنیا پرستی کا زہر جب دل میں اتر جائے تو انسان ہر دینی اصول کو قربان کر دیتا ہے۔[8]

محققہ کی رائے ہے کہ آج کے دور میں بھی جب امت مسلمہ دنیاوی حرص اور مال و دولت کے پیچھے بھاگتی ہے تو وہ اسی روش پر چل پڑتی ہے۔ ہماری عبادات، تعلق باللہ اور دین سے وابستگی کمزور ہو جاتی ہے۔

2۔ علم کے ساتھ خیانت

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو علم کی دولت عطا کی، لیکن انہوں نے اس کا غلط استعمال کیا۔ انہوں نے دینی احکام کو بدل دیا اور سچ کو چھپا کر جھوٹ کو فروغ دیا۔ یہ عمل دین کے ساتھ بدترین خیانت تھا۔ فرمانِ خداوندی ہے:

﴿يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ﴾ 9

"پھیرتے ہیں کلام کو اس کے ٹھکانے سے اور بھول گئے نفع اٹھانا اس نصیحت سے جو ان کو کی گئی تھی"۔[10]

تفسیر مظہری میں بیان کیا گیا ہے کہ یہود نے تورات کی آیات کے معانی کو بگاڑ کر اپنی خواہشات کے تابع کر لیا۔[11] امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ کتمانِ حق علم کے ساتھ سب سے بڑی خیانت ہے۔[12] معارف القرآن کے مطابق، یہ علماء کی وہ روش تھی جو دین کو صرف ذاتی مفاد کے لیے استعمال کرتے تھے۔[13]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

محقق کی رائے کے مطابق آج کے دور میں بھی جب دینی علوم رکھنے والے افراد سچ کو چھپاتے ہیں، یا دین کو ذاتی مقاصد کے لیے ڈھال لیتے ہیں، تو وہ بنی اسرائیل کی روش پر چل رہے ہوتے ہیں۔

3۔ بغاوت کی انتہا

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں بے شمار انبیاء بھیجے، مگر انہوں نے اکثر ان کی مخالفت کی۔ بعض انبیاء کو جھٹلایا، اور بعض کو قتل کر دیا۔ یہ ان کے بغاوت بھرے مزاج کی انتہا تھی۔

﴿فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ﴾14

"پھر ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو تم نے قتل کر دیا"۔[15]

تفسیر ابن کثیر کے مطابق، یہود نے حضرت زکریا[16] اور حضرت یحییٰ[17] علیہم السلام جیسے انبیاء کو قتل کیا۔[18]

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ یہ جرات دراصل ان کے دلوں کی سختی، اخلاقی زوال اور حق سے شدید دشمنی کی علامت تھی۔[19]

محقق کی رائے ہے کہ آج جب حق گو علماء کو ظلم کا نشانہ بنایا جاتا ہے، تو دراصل وہی روش دہرائی جا رہی ہے۔ انبیاء کی تعلیمات کو رد کرنا، ان پر اعتراضات اٹھانا اور ان کے پیغام کو بے اثر بنانے کی کوشش ایک ہی تسلسل ہے۔

4۔ اطاعت کے بجائے چالاکیاں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح احکامات ملنے کے باوجود بنی اسرائیل نے ان میں سستی اور تاویل سے کام لیا۔ وہ احکامات پر عمل کے بجائے بے جا سوالات کر کے اصل حکم کو پیچیدہ بناتے تھے۔ یہ طرزِ عمل دین کی اصل روح کے خلاف تھا۔

﴿قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ﴾20

"وہ بولے کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے کہا پناہ خدا کی کہ ہوں میں جاہلوں میں"۔[21]

واقعہ ذبح بقرہ میں بنی اسرائیل نے واضح حکم کے باوجود بار بار سوالات کر کے تاخیر اور الجھن پیدا کی۔ تفسیر معارف القرآن کے مطابق، ان کا یہ رویہ دین سے سنجیدگی کے فقدان کی علامت تھا۔[22]

محقق کی رائے کے مطابق جب ہم دینی احکام پر عمل کرنے کے بجائے ان پر بحث و مباحثہ کرتے ہیں، یا انہیں اپنی سہولت کے مطابق موڑنے کی کوشش کرتے ہیں، تو ہم اسی گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

5۔ روحانی زوال کا مرکز

بنی اسرائیل کے دل حق کو قبول کرنے سے انکاری ہو چکے تھے۔ بار بار کی نافرمانی نے ان کے دلوں کو اس قدر سخت کر دیا کہ وہ نصیحت اور ہدایت سے اثر لینا چھوڑ چکے تھے۔ یہی سختی ان کے روحانی زوال کی اصل بنیاد بنی۔

﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَٱلْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً﴾23

"پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اس سب کے بعد سو وہ ہو گئے جیسے پتھر یا ان سے بھی سخت"۔[24]

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جب بنی اسرائیل نے بار بار اللہ کے معجزات دیکھنے کے باوجود انکار کیا تو ان کے دل سخت ہو گئے۔[25] تفسیر کبیر میں ہے کہ دل کی سختی کا مطلب ہے حق قبول نہ کرنا، خشوع و خضوع کا فقدان، اور نصیحت کا اثر نہ لینا۔[26]

تفسیر مظہری کے مطابق، دل جب گناہوں میں پڑ جائے اور توبہ نہ کرے، تو وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ یہی حالت بنی اسرائیل کی تھی۔ ان کے سامنے مردہ زندہ کیے گئے، بادل سایہ فگن رہا، من و سلویٰ نازل ہوا، مگر ان کے دل نہ پگھلے۔[27]

محقق کے مطابق جب دل دنیا کی محبت، گناہوں اور حسد میں لتھڑ جائے تو وہ نیکی کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ آج جب مسلمان نصیحت اور وعظ سے اثر نہیں لیتے، تو یہ بھی دل کی سختی کی علامت ہے—وہی بیماری جو بنی اسرائیل کو لاحق تھی۔

6۔ ہدایت کا دشمن

بنی اسرائیل نے خود کو دیگر اقوام پر فوقیت یافتہ سمجھا اور اس غرور نے ان کے دلوں میں تکبر پیدا کیا۔ وہ اپنی نسبی برتری کی بنیاد پر ہدایت کو رد کرنے لگے۔ یہ رویہ اللہ کی نافرمانی کا سبب بنا۔

﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ أَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَأَحِبّٰٓؤُهٗ﴾28

"اور کہتے ہیں یہود اور نصاریٰ ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اس کے پیارے"۔ [29]

اس سے مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے اپنی برتری کے زعم میں خود کو بخشش کا حقدار سمجھا اور اعمال کی پروانہ کی جیسا کہ تفسیر معارف القرآن میں ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ چونکہ ہم "منتخب قوم" ہیں، اس لیے ہم پر عذاب نہیں آسکتا۔[30]

مولانا مودودیؒ کے مطابق یہ تکبر اصل میں اُن کے زوال کا سبب بنا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں چُن کر عظمت عطا کی تھی، لیکن جب وہ اس عظمت پر غرور کرنے لگے اور اس کا حق ادا نہ کیا تو وہ ذلت کا شکار ہو گئے۔[31]

محقق کی رائے یہ ہے کہ آج جب کوئی قوم، فرقہ یا فرد اپنے نسب، قومیت یا فرقے پر فخر کر کے دین کی اصل روح سے غافل ہو جائے، تو وہ بھی اسی راہ پر گامزن ہوتا ہے جس پر بنی اسرائیل چلے۔

7۔ وعدوں کو توڑنے کی روایت

اللہ تعالیٰ سے کیے گئے وعدوں کو نبھانا ایمان کا تقاضا ہے۔ مگر بنی اسرائیل بار بار اپنے عہد توڑتے رہے اور احکامِ الٰہی کو پسِ پشت ڈال دیا۔ ان کا یہ رویہ ان کی نافرمانی کا ایک مستقل نمونہ بن چکا تھا۔

﴿أَوَكُلَّمَا عٰهَدُواْ عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيقٌ مِّنْهُم﴾32

"کیا جب کبھی باندھیں گے کوئی قرار تو پھینک دیگی اس کو ایک جماعت ان میں سے"۔ [33]

تفسیر کبیر میں امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ یہ آیت اس روش کی نشاندہی کرتی ہے جس میں بنی اسرائیل بار بار اللہ سے کیے گئے عہد توڑتے رہے۔ کبھی انہوں نے کہا کہ ہم تورات پر عمل کریں گے، پھر اس کے خلاف چلے گئے۔ کبھی کہا ہم نبی آخر الزماں ﷺ پر ایمان لائیں گے، مگر انکار کر دیا۔[34]

تفسیر ابن کثیر کے مطابق، ان کی عہد شکنی نہ صرف اللہ کے ساتھ تھی بلکہ انبیاء اور اپنے رہنماؤں کے ساتھ بھی۔ یہی وہ بنیادی خرابی ہے جس سے امتیں زوال کا شکار ہوتی ہیں۔[35]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

محقق کی تحقیق کے مطابق امت مسلمہ میں بھی جب وعدے وفانہ کیے جائیں، معاہدوں کو پامال کیا جائے، اور دینی ذمہ داریاں نظر انداز کی جائیں، تو وہ بھی اس اخلاقی گراوٹ میں شامل ہو جاتی ہے۔

8۔ شریعت کی تحریف بذریعہ تاویل

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے جو چیزیں حلال یا حرام کیں، وہ ان میں اپنی مرضی سے رد وبدل کرتے تھے۔ وہ اللہ کے واضح احکامات کو اپنی خواہشات کے تابع کرنا چاہتے تھے، جو دین سے انحراف تھا۔

﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ﴾36

"سو یہود کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے حرام کیں ان پر بہت سی پاک چیزیں جو ان پر حلال تھیں"۔ [37]

تفسیر مظہری میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کی کوشش کی، اور شریعت کو اپنی مرضی کے مطابق بدل ڈالا۔[38] تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ انہوں نے سود، جھوٹ اور فریب کو جائز قرار دیا، حالانکہ یہ ان پر حرام کیا گیا تھا۔[39]

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ[40] فرماتے ہیں کہ شریعت کی من مانی تعبیرات دراصل "دین میں دخل اندازی" ہے جو ہلاکت کا سبب بنتی ہے۔[41]

محقق کی رائے کے مطابق آج بھی جب لوگ قرآن و سنت کے واضح احکام میں اپنی عقل یا خواہشات کی بنیاد پر تبدیلی کرتے ہیں، تو وہ دراصل وہی جرم کر رہے ہوتے ہیں جو بنی اسرائیل نے کیا تھا۔

9۔ مذہب کو ذریعۂ معاش بنانا

بنی اسرائیل کے علماء نے دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لیا۔ وہ اللہ کی آیات کا سودا کرتے، حق کو چھپاتے اور باطل کو فروغ دیتے تاکہ دنیاوی فائدہ حاصل کر سکیں۔ یہ طرزِ عمل شدید قابلِ مذمت تھا۔

﴿وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾42

"اور خرید لیا اس کے بدلے تھوڑا سا مول"۔[43]

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ علمائے یہود نے دینی احکام کو چھپا کر دنیاوی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔[44] مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں کہ جب دین کا علم رکھنے والے لوگ اسے فروخت کرنے لگیں، تو وہ صرف خود نہیں گرتے بلکہ قوموں کی رہنمائی سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔[45]

محقق کے مطابق جب دین سکھانے والے علما اور واعظین دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں تو وہ اسی روش پر چل نکلتے ہیں جو بنی اسرائیل کی تباہی کا سبب بنی۔

10۔ بنی اسرائیل کے انجام سے سبق

بنی اسرائیل کے اعمال کا انجام ان کی نافرمانیوں کا قدرتی نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے بُرے اعمال کے باعث ذلت، محرومی اور گمراہی میں مبتلا کر دیا۔ قرآن ہمیں اس انجام سے سبق لینے کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن صرف ماضی کی داستان سنانے نہیں آیا بلکہ اس کا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

مقصد عبرت، نصیحت اور ہدایت ہے۔ بنی اسرائیل کی نافرمانیاں محض تاریخی واقعات نہیں بلکہ زندہ مثالیں ہیں ان قوموں کے لیے جو اللہ کے احکامات سے روگردانی کرتی ہیں۔

﴿ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ﴾46

"یہ ہم نے ان کو سزا دی تھی ان کی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہیں"۔ [47]

قرآن نے بارہا اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا، بلکہ قومیں اپنے ہاتھوں خود تباہی کا سامان کرتی ہیں۔ جب بنی اسرائیل نے نافرمانیوں کو مسلسل اختیار کیا، تو اللہ کی طرف سے ان پر ذلت و مسکنت مسلط کر دی گئی۔

بنی اسرائیل کی تاریخ قرآنِ کریم میں متعدد مرتبہ بیان کی گئی ہے تاکہ موجودہ امت مسلمہ ان سے سبق لے سکے۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بے شمار نعمتیں عطا کی گئی تھیں، لیکن ان کی مسلسل نافرمانیوں نے انہیں اللہ کے غضب اور سزا کا سامنا کرایا۔ اس فصل میں بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کے نتائج کو قرآنی آیات کے ذریعے پرکھنے اور ان کے اسباب، سزاؤں، اور عبرت آموز اسباق کو اجاگر کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ ذیل میں ان کی نافرمانیوں کے نتائج اور سزاؤں کو قلمبند کیا جاتا ہے:

1۔ ہدایت سے محرومی

بنی اسرائیل کی نافرمانی کا ایک اہم نتیجہ یہ تھا کہ انہوں نے اللہ کے احکام کا مذاق اڑایا اور ان پر عمل کرنے کے بجائے چالاکیاں کیں۔ اس کی وجہ سے وہ ہدایت سے محروم ہو گئے اور اللہ کے عذاب کا شکار بنے۔

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ﴾48

"یہ اس واسطے کہ وہ انکار کرتے رہے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کرتے رہے ہیں پیغمبروں کو ناحق یہ اس واسطے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور حد سے نکل گئے"۔ [49]

اس آیت میں بنی اسرائیل کی مسلسل نافرمانیوں اور ظلم کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار اور انبیاء کا قتل، دونوں ہی انتہائی سنگین جرائم ہیں جو کسی قوم کی روحانی تباہی کا سبب بنتے ہیں۔ امام قرطبیؒ[50] اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب لوگ اللہ کی آیات کے ساتھ مذاق کرتے ہیں اور اس کی ہدایات کو نظر انداز کرتے ہیں، تو وہ خود کو اللہ کی رحمت سے دور کر دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں وہ ہدایت سے محروم ہو جاتے ہیں اور اُن پر عذاب آتا ہے۔ [51]

محقق کی رائے ہے کہ آج کے دور میں جب ہم دینی احکام کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں یا انہیں اپنی مرضی کے مطابق ڈھالتے ہیں، تو ہم بنی اسرائیل کی روش پر چل رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے اندر بھی وہی روحانی اور اخلاقی زوال آ سکتا ہے جس کا سامنا بنی اسرائیل کو ہوا۔

2۔ مسلسل نافرمانی کا انجام

بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا ایک اور نتیجہ یہ تھا کہ ان کے دل سخت ہو گئے۔ جب اللہ کی ہدایات پر مسلسل عمل نہیں کیا جاتا، تو دلوں کی نرمی ختم ہو جاتی ہے اور انسان ہدایت سے مکمل طور پر محروم ہو جاتا ہے۔

﴿فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً﴾52

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

"سوان کے عہد توڑنے پر ہم نے ان پر لعنت کی اور کر دیا ہم نے ان کے دلوں کو سخت"۔ [53]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی بد عہدی اور نافرمانی کے نتیجے میں ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ امام رازیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب کسی قوم یا فرد کی مسلسل نافرمانی کی جاتی ہے، تو اللہ کی طرف سے ان کے دلوں کو سختی میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد نہ کوئی وعظ یا نصیحت ان پر اثر کرتی ہے، نہ کوئی ہدایت انہیں راہ راست پر لے آتی ہے۔[54]

الحاصل یہ کہ آج جب ہم دین کے واضح احکامات پر عمل کرنے کے بجائے ان کو نظر انداز کرتے ہیں، تو ہمارے دلوں پر بھی وہی سختی آسکتی ہے جو بنی اسرائیل کے دلوں پر آئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم دین کی حقیقت اور سچائی کو سمجھنے کے قابل نہیں رہتے۔

3۔ اجتماعی سزا

بنی اسرائیل کی مسلسل نافرمانیوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم و فساد کا شکار کرنے کے لیے غیروں کو مسلط کر دیا۔ یہ ایک اجتماعی سزا تھی جس کا مقصد انہیں اپنی حالت پر غور کرنے کی ترغیب دینا تھا۔

﴿فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴾ 55

"پھر جب آیا پہلا وعدہ بھیجے ہم نے تم پر اپنے بندے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا"۔ [56]

علامہ ابن کثیرؒ کے مطابق یہ آیت بنی اسرائیل پر آنے والے عذاب اور ان کی حالت زار کو بیان کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف ایک ظالم قوم کو مسلط کیا تاکہ وہ ان کے شہر اور دیہاتوں میں فساد ڈال سکے۔ اس آیت میں اللہ کی قدرت کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کسی قوم کی حالت تبدیل کرنے کے لیے اس پر عذاب بھیجتا ہے، اور یہ عذاب اس قوم کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔[57]

جب کسی معاشرے میں ظلم، فساد، اور حقوق کی پامالی بڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر عذاب بھیجتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ قوم یا معاشرہ تباہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح، اگر آج ہم اپنے معاشرتی اور اخلاقی طور پر کمزوریوں کی طرف نظر انداز کریں تو ہمارے لیے بھی وہی نتائج سامنے آسکتے ہیں۔

4۔ بندروں اور خنزیروں میں مسخ

بنی اسرائیل نے اللہ کے حرام کردہ کاموں کو جائز قرار دینے کے لیے مختلف حیلے اختیار کیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں بندر اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دیا، تاکہ یہ ایک عبرت کا نشان بن سکے۔

﴿فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ﴾58

"تو ہم نے کہا ان سے ہو جاؤ بندر ذلیل"۔ [59]

تفسیر ابن کثیر کے مطابق بنی اسرائیل نے ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار کو حرام سمجھا، لیکن اس حکم کی خلاف ورزی کے لیے مختلف چالاکیاں اور حیلے استعمال کیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں بندر اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دیا، تاکہ یہ واقعہ انسانوں کے لیے عبرت کا باعث بنے۔ یہ مسخ ایک علامت تھی کہ اللہ کے حرام کردہ کاموں کو جائز سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ایک انتہائی سنگین جرم ہے۔[60]

آج بھی جب ہم اپنے مفاد کے لیے اللہ کے حلال اور حرام کو تبدیل کرتے ہیں، تو ہم بنی اسرائیل کی اسی روش پر عمل کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے اپنے طریقہ کار میں اصلاح نہ کی تو ہمیں بھی اسی طرح کی روحانی اور اخلاقی مسخ کا سامنا ہو سکتا ہے۔

بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کے نتائج نہ صرف ان کی تباہی کا باعث بنے بلکہ ان کی تاریخ مسلمانوں کے لیے ایک عبرت ہے۔ قرآنِ کریم میں ان کے کردار اور سزاؤں کی تفصیل دی گئی ہے تاکہ ہم ان سے سبق لے سکیں۔ اگر ہم بھی بنی اسرائیل کی روش پر چلتے ہیں، تو ہمیں بھی انہی نتائج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم دین کے تقاضوں کو سمجھیں، ان پر عمل کریں اور اللہ کی ہدایات کی پیروی کریں تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

خلاصہ

بنی اسرائیل کی تاریخ قرآن مجید میں ایک اہم سبق کے طور پر پیش کی گئی ہے، جس میں ان کی نافرمانی، اخلاقی زوال اور اس کے اسباب پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن میں بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کو ایک تاریخی واقعات کے طور پر بیان نہیں کیا گیا، بلکہ یہ واقعات موجودہ امت کے لیے ایک سبق ہیں تاکہ وہ اپنی اصلاح اور ہدایت کی راہ اختیار کر سکیں۔ بنی اسرائیل کا سب سے بڑا مسئلہ ان کی دنیا پرستی اور مادیت پرستی تھی۔ قرآن مجید میں ان کی دنیا کی محبت اور مال و دولت کی حرص کو اجاگر کیا گیا ہے۔ یہ وہ قوم تھی جو آخرت کے بدلے دنیا کو ترجیح دیتی تھی اور اس کے نتیجے میں ان کے دینی شعور میں کمی آئی۔ بنی اسرائیل نے اللہ کی کتاب میں تحریف کی اور سچائی کو چھپایا، جس کی وجہ سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ قرآن مجید میں اس رویے کی مذمت کی گئی ہے کہ یہ عمل نہ صرف ان کے دینی اخلاقی زوال کا سبب بنا، بلکہ ان کے معاشرتی فساد کی بنیاد بھی تھا۔ بنی اسرائیل کی نافرمانیوں میں ایک اہم وجہ انبیاء کی مخالفت اور قتل تھا۔ قرآن نے بار بار اس بات کو اجاگر کیا کہ بنی اسرائیل نے اللہ کے پیغامات کو رد کیا اور انبیاء کی تکذیب کی۔ بنی اسرائیل کی نافرمانی کی ایک اور بڑی وجہ ان کی اخلاقی سستی تھی۔ ان کے دلوں میں ایمان کی کمزوری، اللہ کے حکم کی تعمیل میں سستی اور ان کی ذہنی بددلی نے ان کی معاشرتی و اخلاقی حالت کو تباہ کر دیا۔ قرآن میں ان کے اخلاقی و معاشرتی فساد کی بہت سی مثالیں دی گئی ہیں، جیسے ان کی بے ایمانی، انصاف سے گریز اور ایک دوسرے کے حقوق کی پامالی۔ تکبر اور نسلی فخر نے بنی اسرائیل کے دلوں میں اللہ کی رضا کے بجائے اپنے برتر ہونے کا احساس پیدا کیا۔ قرآن نے انہیں عہد شکنی اور اللہ کے ساتھ کیے گئے وعدوں کو توڑنے پر تنقید کی ہے، جو ان کی اجتماعی زندگی میں فساد کا سبب بنا۔

نتائج

اس تحقیق سے برآمد ہونے والے نتائج درجہ ذیل ہیں:

* قرآن نے بنی اسرائیل کی دنیا کی محبت کو ایک بنیادی وجہ قرار دیا ہے جو ان کی روحانیت اور اخلاقی معیار میں کمی کا سبب بنی۔ یہی دنیا پرستی اگر انسان کے دل میں راسخ ہو جائے تو وہ آخرت کے بارے میں بے پرواہ ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں فرد اور معاشرے کی اصلاح ممکن نہیں رہتی۔
* علم میں تحریف اور حق کو چھپانے کا عمل انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ قرآن میں بنی اسرائیل کی اس عادت کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے کیونکہ اس سے معاشرتی بے یقینی اور فساد پیدا ہوتا ہے۔

* جب کسی قوم کے لوگ اللہ کے پیغامات کو رد کرتے ہیں اور انبیاء کی مخالفت کرتے ہیں، تو وہ اپنی اخلاقی اور روحانی حالت کو برباد کر دیتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے انبیاء کی تکذیب اور قتل نے ان کی تباہی کا دروازہ کھولا۔
* قرآن نے بنی اسرائیل کے اخلاقی زوال کا ذکر کیا، جس میں وہ اپنے اعمال کو سنجیدہ نہیں لیتے تھے اور مسلسل سستی کا شکار تھے۔ یہ معاشرتی برائیوں کا باعث بنتی ہے، اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اخلاقی مضبوطی اور عبادت میں سنجیدگی انسان کی فردی اور اجتماعی فلاح کے لیے ضروری ہے۔
* بنی اسرائیل نے اپنے نسلی فخر اور تکبر کی وجہ سے اللہ کی رضا کے بجائے اپنے آپ کو برتر سمجھا، جس سے ان کے اخلاقی اور معاشرتی توازن میں بگاڑ آیا اور یہ بات عیاں ہوئی کہ تکبر اور فخر انسان کو روحانی ترقی سے روکتے ہیں اور اجتماعی تنزلی کا سبب بنتے ہیں۔

مصادر و مراجع

1 سورۃ البقرۃ 2:96

2 عثمانی، شبیر احمد، تفسیر عثمانی، اردو بازار، لاہور، 1428ھ / 2007ء، ج 1، ص 97، 98

3 ابو الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیرؒ (م 774ھ) جلیل القدر مفسر، محدث اور مؤرخ تھے۔ ان کی پیدائش بصرہ میں ہوئی اور بعد ازاں دمشق منتقل ہوئے۔ انہوں نے "تفسیر القرآن العظیم" (تفسیر ابن کثیر) کے نام سے معروف تفسیر لکھی۔ آپ کی ایک اور مشہور تصنیف "البدایہ والنہایہ" تاریخ اسلام کا مستند ماخذ ہے۔ ابن کثیرؒ نے علمی زندگی کا بڑا حصہ دمشق میں گزارا اور وہیں 774ھ میں وفات پائی۔ ابن ناصر الدین، محمد بن عبد اللہ بن محمد، الرد الوافر، مکتب الاسلامی، بیروت، 1393ھ، ج 1، ص 92

4 ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، 1420ھ / 1999ء، ج 1، ص 333

5 امام فخر الدین الرازیؒ (م 606ھ) ایک ممتاز مفسر، متکلم، فلسفی اور اصولی عالم تھے۔ آپ کا تعلق ری (طبرستان) سے تھا، جہاں آپ 543ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے والد اور دیگر علما سے علم حاصل کیا اور مختلف علوم میں مہارت حاصل کی۔ ان کی سب سے مشہور تصنیف **"مفاتیح الغیب"** (تفسیر کبیر) ہے، جو ایک علمی اور عقلی تفسیر ہے۔ اس تفسیر میں بعض مقامات پر معتزلی طرزِ فکر کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ ان کی وفات 606ھ میں ہوئی۔ ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد، وفیات الاعیان، دار صادر، بیروت، 1971ء، ج 4، ص 248

6 فخر الدین الرازی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1420ھ، ج 3، ص 609

7 مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ (1903ء–1979ء) برصغیر کے ممتاز اسلامی مفکر، مفسر اور بانی جماعت اسلامی تھے۔ آپ نے "تفہیم القرآن" جیسی معروف تفسیر لکھی، جس میں قرآن کی تعلیمات کو جدید اسلوب میں پیش کیا۔ ان کی تحریریں اسلامی نظامِ حیات، سیاست، معیشت اور معاشرت پر گہرا اثر رکھتی ہیں۔ آپ کا انتقال 1979ء میں لاہور میں ہوا۔ نذیر نیازی، مولانا مودودیؒ: ایک مطالعہ، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ج 1، ص 23

8 مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارۂ ترجمان القرآن، لاہور، بلا سن، ج 1، ص 96

9 سورۃ المائدہ 5:13

10 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج 1، ص 508

11 مظہری، محمد ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، مکتبۃ الرشدیہ، پاکستان، 1412ھ، ج 3، ص 66

12 فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب، ج 11، ص 324

13 محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1429ھ / 2008ء، ج3، ص83

14 سورۃ البقرۃ 2:87

15 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج1، ص92

16 حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے جلیل القدر نبی تھے، بڑھاپے میں دعا کے بعد حضرت یحییٰؑ کی ولادت ہوئی۔ آپ مریمؑ کی کفالت کے بھی ذمہ دار تھے۔ ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، دار الفکر، بیروت، بلا سن، ج2، ص48

17 حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت زکریاؑ کے فرزند اور پاکیزہ کردار کے حامل نبی تھے۔ انہیں بچپن میں ہی نبوت عطا ہوئی، اور وہ حق گوئی، زہد و تقویٰ، اور شہادت کے مقام پر فائز ہوئے۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج2، ص52

18 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج1، ص321

19 فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب، ج3، ص595

20 سورۃ البقرۃ 2:67

21 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج1، ص80

22 محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1429ھ / 2008ء، ج3، ص83

23 سورۃ البقرۃ 2:74

24 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج1، ص84

25 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج1، ص304

26 فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب، ج3، ص555

27 مظہری، تفسیر مظہری، ج1، ص88

28 سورۃ المائدہ 5:18

29 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج1، ص512

30 محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، ج3، ص88

31 مودودی، تفہیم القرآن، ج1، ص457

32 سورۃ البقرۃ 2:100

33 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج1، ص98، 99

34 فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب، ج3، ص615

35 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج1، ص344

36 سورۃ النسآء 4:160

37 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج1، ص478

38 مظہری، تفسیر مظہری، ج2، ص263

39 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج2، ص467

40 مولانا اشرف علی تھانویؒ(1863–1943) برصغیر کے عظیم محدث، مفسر، فقیہ اور صوفی بزرگ تھے۔ دیوبند سے تعلیم حاصل کی، اصلاحِ امت، تصنیف و تبلیغ اور روحانی تربیت میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان کی مشہور تصنیف بہشتی زیور ہے۔ ظفر احمد عثمانی، تذکرہ حضرت تھانوی ؒ، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، 1980ء، ص12

41 تھانوی، اشرف علی، الانتباہات المفیدۃ عن الاشتباہات الجدیدۃ، مکتبہ اشرفیہ، لاہور، سن اشاعت نامعلوم، ص45

42 سورۃ آل عمران 187:3

43 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج1، ص356

44 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج2، ص181

45 مودودی، تفہیم القرآن، ج1، ص310

46 سورۃ الانعام 146:6

47 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج1، ص672

48 سورۃ آل عمران 112:3

49 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج1، ص308

50 امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیؒ اندلس کے مشہور شہر قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک جلیل القدر مفسر، فقیہ، اور ماہر لغت تھے۔ قرطبہ کے زوال کے بعد مصر کے شہر اسکندریہ اور پھر صعید مصر ہجرت کی، جہاں آخر عمر تک مقیم رہے۔ دنیا سے کنارہ کش ہو کر علم و تحقیق میں مصروف رہے۔ آپؒ نے فقہ، تفسیر، اور اخلاقیات پر تقریباً تیرہ (13) کتابیں تصنیف کیں، جن میں سب سے نمایاں الجامع لأحکام القرآن ہے، جو فقہی اندازِ تفسیر کا ایک شاہکار ہے۔ دیگر اہم کتب میں التذکرہ بأحوال الموتی وأمور الآخرۃ اور التذکار في أفضل الأذکار شامل ہیں۔ امام قرطبیؒ نے صعید مصر میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ قرطبی، أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن ابو بکر، الجامع لأحکام القرآن، دار عالم الکتب، ریاض، 1423ھ / 2003ء مقدمہ، ج1، ص 9۔ زرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد، کتاب الأعلام، دار العلم للملایین، بیروت، 2002ء، ج6، ص43

51 قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج4، ص175

52 سورۃ المائدہ 13:5

53 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج1، ص508

54 فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب، ج11، ص324

55 سورۃ بنی اسرائیل 5:17

56 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج2، ص376

57 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج5، ص47

58 سورۃ البقرۃ 65:2

59 عثمانی، تفسیر عثمانی، ج1، ص80

60 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج1، ص288